ڈاکٹر عارفہ شہزاد
اسسٹنٹ پروفیسر
شعبۂ اُردو، اورینٹل کالج
پنجاب یونی ورسٹی، لاہور

موہن سنگھ دیوانہ اور اُردو ادب کی تنقید

ABSTRACT

Mohan Singh Diwana and Urdu literature's criticism
By Dr. Arifa Shehzad, Asst. Prof. Punjab University Oriental College, Lahore.

Mohan Singh Diwana,a lecturer in Oriental College,Lahore before partition was a famous punjabi poet and research scholar.He has the first authentic history of Punjabi Liiterature to his credit. People rarely know that he wrote a handbook of Urdu literature which is important for its critical views. This book highlights the specific point of view of non-Muslim Urdu writers about Urdu language and literature. This paper analyses the classification of Urdu literature in differant eras, the discription of prominent poets and writers of a certain era, its languistic characteristics, skirmishes between poets and background of Urdu-Hindi dispute as discussed in this book. Though this book is brief, it cannot be ignored.

موہن سنگھ دیوانہ تاریخِ ادب میں پنجابی زبان کے محقق اور شاعر کے طور پر شہرت رکھتے ہیں۔ انھوں نے پنجابی ادب کی پہلی مستند تاریخ A History of Punjabi Literature لکھی جو ۱۹۳۳ء میں شائع ہوئی۔ یہ دراصل ان کے ڈاکٹریٹ کے مقالے کی اشاعتی صورت تھی۔ موہن سنگھ دیوانہ ۱۸۴۴ء میں راولپنڈی میں پیدا ہوئے اور اعلیٰ تعلیم گورنمنٹ کالج لاہور سے حاصل کی۔ بعدازاں بہ طور لیکچرار اورینٹل کالج لاہور سے وابستہ ہو گئے۔ ان کی اہم کتابوں میں دھوپ چھاؤں (۱۹۳۲ء) ، نیل دھارا(۱۹۳۵ء)، جگت تماشا(۱۹۴۲ء)اور مستی (۱۹۴۹ء۔۱۹۴۶ء) شامل ہیں(۱)۔ بہت کم لوگ یہ بات جانتے ہیں کہ ڈاکٹر موہن سنگھ نے اپنی ایک کتاب میں اُردو ادب کا تنقیدی جائزہ بھی لیا ہے۔ یہ کتاب A HandBook of Urdu Literature کے نام سے لاہور کے اشاعتی ادارے کیریئرز (Careers) سے ۱۹۳۲ء میں چھپی۔ کتاب کے اندرونی سرورق پر واضح طور پر مندرج ہے کہ یہ کتاب آئی۔سی۔ایس (I.C.S) اور مختلف ہندوستانی یونی ورسٹیوں کے اُردو کے پرچے کے نصاب کا احاطہ کرتی ہے۔ نصابی ضروریات کے پیشِ نظر ہی اس میں اختصار کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

مصنف نے دیباچے میں بھی اس امر کا ذکر کیا ہے کہ اس کتاب کا مقصد نہ تو تحقیق ہے نہ یہ اُردو ادب کی تاریخ مرتب

کرنے کی سعی ہے۔ محض طالب علموں کی نصابی ضروریات کے مدنظر، اس کتاب کو ترتیب دیا گیا۔ تاہم ان سرسری و مختصر مطالعات و معلومات کی پیش کش میں بھی، ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ کا خاص نقطۂ نظر، قطعیت پر مبنی تنقیدی آرا کی صورت، کتاب میں کئی مقامات پر نمایاں ہے۔ اُردو ہندی جھگڑے کے تناظر میں، ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ اُردو ادب کے آغاز و ارتقا سے متعلق جو جانب دارانہ بیانات دیتے ہیں، وہی اس کتاب کی تنقیدی اہمیت کا سبب ہیں۔ کتاب کے دیباچے ہی سے ان کے تحفظات نمایاں ہیں۔ وہ اُردو ادب کے مؤرخین سے شاکی ہیں کہ انھوں نے ہمیشہ تاریخِ ادبِ اُردو کی کتب میں ہندو اور مسلم اقلیتی طبقے سے تعلق رکھنے والے اُردو مصنفین کا تذکرہ نظر انداز کیا۔ دیباچے میں انھوں نے اس بات کی بھی توضیح کی ہے کہ ان کی کتاب میں فراہم کی گئی معلومات مذکورہ تواریخِ ادبِ اُردو سے مستعار لی گئی ہیں۔ بنابریں اس کتاب میں ہندو یا مسلم اقلیتی طبقے کے اُردو مصنفین کا ذکر نہ ہونے کے لیے، اُنھی مورخین کو موردِ الزام ٹھہرایا جانا چاہیے۔ لکھتے ہیں:

> "The ommision of an account of the work of several major Hindu and minor Muslim writers, particularly of the British period, is accounted for by the fact that no questions are set on them and most standard historians of Urdu literature ignore them." (۲)

زیرِ بحث کتاب بنیادی طور پر دو حصوں میں منقسم ہے۔ ہر حصے کو کئی ذیلی عنوانات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصّے میں اُردو زبان، اُردو شاعری، اُردو نثر اور اُردو ڈراما کے ذیلی عنوانات کے تحت مختلف مباحث اٹھائے گئے ہیں۔ بالخصوص اُردو زبان کے آغاز و ارتقا سے متعلق ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ کا نقطۂ نظر، تنقیدی لحاظ سے اہمیت کا حامل ہے۔ ان کے مطابق اُردو زبان، دیگر زبانوں کے میل ملاپ اور قدرتی انجذاب کے عمل کے نتیجے میں وجود میں نہیں آئی بلکہ اس کی تشکیل، مسلم فاتحین کی شعوری کاوش کا شاخسانہ ہے۔ مسلم فاتحین نے مقامی زبان و بیان کو مسلم لب و لہجے اور ادبیات سے قربت بخشنے اور اس کے ماتحت کرنے کے لیے، شاعری میں عربی و فارسی بحور و اوزان کا استعمال کیا نیز الفاظ کی بناوٹ اور ساخت میں، بالخصوص مرکبات اور واحد جمع بنانے کے ضمن میں فارسی زبان کے ترکیبی اصول، شعوری طور پر اپنائے۔ نتیجتاً مقامی قدیم پنجابی، دہلوی اور دکنی یا گجری نے پہلے ریختہ کا رنگ اختیار کیا اور یہی مخلوط زبان بعد ازاں اُردو کہلائی۔ انگریزوں نے اسے ہندوؤں کے لیے قابلِ قبول بنانے کی غرض سے ہندوستانی کا نام دیا تاکہ یہ تاثر عام ہو کہ یہ ہندوستان کے مقامی باشندوں کی مشترکہ زبان (Langua Franca) ہے(۳)۔

ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ کا یہ بیان بھی قابلِ توجہ ہے کہ مسلمان مصنفین نے اپنی الگ قومی شناخت منوانے کے لیے شعوری طور پر اس زبان کو اپنایا۔ لکھتے ہیں:

> "Muhammadan literati consciously adopted the new language as their own distinctive vehicle of thought and expression, and cultivated it, giving it deliberate direction and purpose." (۴)

ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ کا محولہ بالا بیان، اُردو ہندی لسانی تنازعے میں غیر مسلم مصنفین کے عمومی نقطۂ نظر کا بھی ترجمان ہے۔ ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ یہ تو مانتے ہیں کہ نو وارد مسلم فاتحین اور مقامی آبادی کے میل جول کے نتیجے میں ایک نئی زبان وجود میں آئی مگر اس امر سے منکر ہیں کہ یہ زبان اُردو تھی۔ ان کا اصرار ہے کہ یہ نئی زبان وہ تھی جسے جارج گریرسن (George Grierson) مقامی ہندوستانی (زبانِ روہتک، زبانِ سونی پت) کہتا ہے۔ گویا اُردو کا درجہ محض ادبی زبان کا ہے۔ یہ کبھی بھی عوامی رابطے کی مشترک زبان نہیں رہی۔ اس امر کے ثبوت میں ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ مزید یہ دلیل دیتی ہیں کہ آج بھی اُردو صرف دہلی، آگرہ، اودھ اور دکن کے مسلمانوں کی زبان ہے نیز انھی علاقوں کے رہائشی ہندوؤں کی زبان میں تفاوت پایا جاتا ہے(۵) یہاں تک کہ اب اُردو محض مسلمان ثقافت سے مخصوص سمجھی جاتی ہے(۶)۔

ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ ان تعلیمی اداروں سے بھی شاکی ہیں جن کی تراجم کے سلسلے کی مساعی اُردو کے دامن کو وسیع کر کے، اس کے پھیلاؤ کا شعوری اہتمام کر رہی ہیں۔ وہ ان اداروں میں عثمانیہ یونی ورسٹی، ٹرانسلیشن بیورو حیدرآباد، الٰہ آباد کی اتر پردیش ہندوستانی اکیڈمی اور اورنگ آباد کی انجمنِ ترقی اُردو کے نام گنواتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ ان اداروں کو مشورہ دیتے ہیں کہ بھاری بھرکم، ثقیل اور نامانوس عربی و فارسی الفاظ کی بجائے مقامی سبک الفاظ کو ترجیح دیں نیز اُردو کو ''ہندوستانی'' یعنی ہندوستان کی مشترکہ زبان کا درجہ دلوانے کے لیے رومن رسم الخط اپنانے پر زور دیتے ہیں(۷)۔

مذکورہ کتاب کے دوسرے باب بہ عنوان "Urdu Poetry" میں، ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ نے اُردو شاعری کو لسانی خصوصیات کی بنا پر چار ادوار میں تقسیم کیا ہے جو درج ذیل ہیں:

۱۔ ہندوی دور (بابا فرید سے ابراہیم شاہ اور قلی قطب شاہ تک)
۲۔ ریختہ دور (قلی قطب شاہ کے بعد سے ولی کی وفات تک)
۳۔ اُردو دور (متاخر مغل حکمرانوں سے غدر تک)
۴۔ ہندوستانی دور (غدر سے تا حال)(۸)

ہندوی دور کی شاعری پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے، ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ کے بیانات میں عجیب شتر گربہ کیفیت ملتی ہے۔ ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ بابا فرید کو اُردو کا ابتدائی شاعر قرار دینا، اُردو ادب کے مسلمان تاریخ نویسوں کے اس غلط مفروضے کا شاخسانہ ہے کہ ہر مسلمان شاعر لازماً اُردو شاعر ہے۔ دوسری طرف اس وہ اس وقت خود اپنے ہی بیان کی

تکذیب کر دیتے ہیں جب "Earliest Urdu Poets" کے عنوان کے تحت اُردو کے ابتدائی شعرا کی ایک فہرست پیش کرتے ہیں تو اس میں دوسرے ہی نمبر پر بابا فرید کا نام مندرج ہے۔ لکھتے ہیں:

> "Among the early Muslim poets who have written in the vernaculars are:-
> Masuadi [sic] 1045-1121 (Lahore), Farid (Pak Patan) 1173-1265... can be truely said to have written early urdu." (۹)

اس نوعیت کی تضاد بیانی قارئین کے لیے باعثِ الجھاؤ ہے۔ تاہم جانب دارانہ قطعیت اور گنے چنے تحقیقی تسامحات کے باوجود، یہ امر لائقِ تحسین ہے کہ انھوں نے اُردو شاعری کے قائم کردہ ادوار کی چیدہ چیدہ لسانی خصوصیات، ان ادوار میں مروجہ اصنافِ شعر، شعرا کی گروہ بندیوں، معاصرانہ چشمکوں اور مشاعروں کی روایت کا تعارف نہایت عمدگی سے کرایا ہے۔ اختصار کے باوجود کوئی اہم نکتہ نظر انداز نہیں ہوا۔

اُردو نثر میں بھی ادوار بندی کے ذریعے، ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ نے مختلف رجحانات کے تفہیم و مطالعے کی سعی کی ہے۔ وہ اُردو نثر کو تین ادوار میں بانٹتے ہیں۔ پہلا دور مذہبی نوعیت کے رسائل کا، دوسرا دور فورٹ ولیم کالج کے تحت داستانوی ادب کا اور تیسرا دور انگریزی اثرات کے تحت، نثر میں نئی اصناف مثلاً مضمون، سوانح، افسانہ، ناول، ڈراما اور تنقید کے اضافے کا دور ہے۔

زیر بحث کتاب کے دوسرے حصے میں ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ نے جو عنوان قائم کیا ہے اس سے واضح ہے کہ مذکورہ حصے کی نوعیت کیا ہے۔ عنوان ہے: "Biographical, Critical and Bibliographical Notes" چناں چہ اس حصے میں ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ نے مختلف ادوار میں اہم لکھنے والوں کی مختصر سوانح، نمائندہ کتب اور بالاختصار تنقیدی تعارف درج کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ کتاب میں نسبتاً اہمیت کے حامل شعرا و مصنفین کے تنقیدی تعارف کو قدرے زیادہ جگہ دی گئی ہے جب کہ کم اہم لکھنے والوں پر محض ایک آدھ تنقیدی جملہ یا بسا اوقات، ایک آدھ لفظ ہی میں تنقیدی رائے دینے پر اکتفا کیا گیا ہے۔

بحیثیت مجموعی، یہ کتاب A Hand Book of Urdu Literature لفظ "Hand Book" کی تعریف پر پوری اُترتی ہے اور اختصار مگر جامعیت کے ساتھ طالب علموں کی امتحانی ضروریات کی کفایت کرتی ہے۔ مزید برآں اُردو ہندی جھگڑے کے پس منظر میں اس کا خاص نقطۂ نظر اسے عام قارئینِ اُردو ادب کے لیے قابلِ توجہ بنا دیتا ہے۔

حواشی:

(۱) www.wikipedia.org(dated 24th Aug 2016)

(۲) موہن سنگھ دیوانہ، ڈاکٹر، Preface, A Handbook of Urdu Literature (لاہور: کیریئر، ۱۹۳۲ء)، ص ii۔

(۳) ایضاً، ص ۴۔

(۴) ایضاً، ص ۶۔

(۵) ایضاً، ص ۷۔

(۶) ایضاً۔

(۷) ایضاً، ص ۱۱۔

(۸) ایضاً، ص ۱۲۔

(۹) ایضاً، ص ۱۳۔

مآخذ:

www.wikipedia.org(dated 24th Aug 2016)
دیوانہ، موہن سنگھ، ڈاکٹر، A Handbook of Urdu Literature، لاہور: کیریئر، ۱۹۳۲ء۔